دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)

Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

ریفرینس نمبر: Sar6311　　بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　تاریخ: 18-09-2018

بیٹیوں کو حصہ نہ دینا کیسا ؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

1. ہمارے ہاں میراث میں بہنوں کو حصہ نہیں دیا جاتا بلکہ سارا مال بھائی ہی لے لیتے ہیں، ایسا کرنا کیسا ہے؟
2. اگر کسی کے ہاں بہنیں مطالبہ نہ کرتی ہوں اور نہ ہی بہنوں کو دینے کا رواج ہو، تو کیا اس رسم و رواج پر عمل کیا جا سکتا ہے؟
3. اگر بہنیں اپنا حصہ معاف کر دیں اور بھائیوں کو کہہ دیں کہ ہم نے اپنا حصہ نہیں لینا، تو کیا حکم ہے؟
4. اگر بہنیں اپنا حصہ بھائیوں کو ہبہ کرنا چاہیں، تو کیا طریقہ کار ہے؟
5. اگر بہنیں بھائیوں کو ہبہ کر دیں، تو کیا اس ہبہ سے رجوع کر سکتی ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

(1) میراث میں بہنوں کو شرعی حصہ سے محروم رکھنا اور بھائیوں کا سارے مال پر قبضہ کر لینا شدید حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

میراث کے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین﴾ ترجمہ کنز الایمان: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔

(پارہ4، سورۃ النساء، آیت11)

کسی وارث کی میراث نہ دینے سے متعلق حدیث پاک میں ہے: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فر من میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو اپنے وارث کو میراث دینے سے بھاگے، اللہ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث قطع فرمادے گا۔
(سنن ابن ماجه، کتاب الوصایا، ص194، مطبوعه کراچی)

میراث میں بہنوں کو حصہ نہ دینے کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "لڑکیوں کو حصہ نہ دینا حرامِ قطعی ہے اور قرآن مجید کی صریح مخالفت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین﴾ ترجمہ: فرمان باری تعالیٰ ہے: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔
(فتاوی رضویه، ج26، ص314، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(2) اگرچہ بہنیں اپنے حصے کا مطالبہ نہ کریں، تب بھی ان کا شرعی حصہ دینا ضروری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شریعت میں ان کا حصہ مقرر کیا ہے، لہذا حکمِ شریعت کے خلاف ایسے رسم و رواج پر عمل حرام ہے۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "اِرث (یعنی وارث ہونا) جبری (لازمی) ہے کہ موتِ مورث پر ہر وارث خواہ مخواہ اپنے حصہ شرعی کا مالک ہوتا ہے مانگے خواہ نہ مانگے، لے یا نہ لے، دینے کا عرف ہو یا نہ ہو اگرچہ کتنی ہی مدت ترک کو گزر جائے؛ کتنے ہی اشتراک در اشتراک کی نوبت آئے؛ اصلا کوئی بات میراثِ ثابت کو ساقط نہ کرے گی؛ نہ کوئی عرف فرائض اللہ کو تغیر کر سکتا ہے، یہاں تک کہ نہ مانگنا درکنار اگر وارث صراحۃ کہہ دے کہ میں نے اپنا حصہ چھوڑ دیا، جب بھی اس کی ملک زائل نہ ہوگی۔"
(فتاوی رضویه، جلد26، صفحه113، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(3) میراث اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا حق ہے، لہذا اگر کوئی بہن یہ کہہ دے کہ میں نے اپنا حصہ نہیں لینا، تو بھی اس کا حصہ ساقط نہیں ہوگا۔ علامہ ابن نجیم مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: "لو قال الوارث ترکت حقی لم یبطل حقه اذ الملک لا یبطل بالترک "ترجمہ: اگر وارث نے کہا کہ میں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے، تو اس کا حق باطل نہیں ہوگا، کیونکہ ملک چھوڑ دینے سے باطل نہیں ہوتی۔
(الاشباه والنظائر، الفن الثالث، ج1، ص272، دارالکتب العلمیة، بیروت)

اس کے تحت غمز العیون میں ہے: "اعلم ان الاعراض عن الملک او حق الملک ضابطه انه ان کان ملکا لازما لم یبطل بذلک کما لو مات عن ابنین فقال احدهما ترکت نصیبی من المیراث لم یبطل لانه لازم لا یترک بالترک" ترجمہ: جان لو کہ ملکیت یا حقِ ملکیت سے اعراض کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر ملکیت لازم ہو تو وہ اِعراض کرنے سے باطل نہیں ہوگی۔ جیسے اگر کوئی شخص دو بیٹے چھوڑ کر فوت ہوا اور ان میں سے ایک نے کہا کہ

میں نے میراث میں سے اپنا حصہ چھوڑ دیا، تو اس کا حصہ باطل نہیں ہو گا، کیونکہ یہ ایسا لازم حق ہے، جو چھوڑ دینے سے ترک نہیں ہوتا۔

(غمز العیون، ج3، ص354، دار الكتب العلمية، بيروت)

فتاوی رضویہ میں ہے: "میراث حقِ مقرر فرمودہِ رب العزۃ جل وعلا ہے، جو خود لینے والے کے اسقاط سے ساقط نہیں ہو سکتا بلکہ جبرا (لازمی) دلایا جائے گا اگرچہ وہ لاکھ کہتا رہے مجھے اپنی وراثت منظور نہیں؛ میں حصہ کا مالک نہیں بنتا؛ میں نے اپنا حق ساقط کیا، پھر دوسرا کیونکر ساقط کر سکتا ہے؟"

(فتاوی رضویه، ج18، ص168، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(4) اگر بغیر کسی کے مجبور کیے اپنی خوشی سے کوئی بہن ہبہ کرنا چاہے، تو اپنے حصے میں سے جس جس کو جتنا مال ہبہ کرنا چاہے، ان میں تقسیم کرنے کے بعد اس حصے کی تعیین کر کے مکمل قبضہ دلا دے، تو یہ ہبہ درست ہو جائے گا کہ اپنی شے دوسرے کو تحفہ دینے کا اختیار ہونا، تو ملکیت کی دلیل و علامت ہے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہمیشہ بہنیں ہی بھائیوں کو وراثت کی چیزیں ہبہ کرتی ہیں، کبھی الٹ بھی ہونا چاہیے کہ بھائی بھی اپنی وراثت کا حصہ بہنوں کو تحفہ دیدیں ہمیشہ بہنوں ہی کا بھائیوں کو تحفہ دینا اُسی رسم و رواج کی طرف اشارہ ہوتا ہے، اگرچہ بغیر مجبوری کے تحفہ دے دینا جائز ہے۔

ہبہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے علامہ علاؤالدین محمد بن علی حصکفی (المتوفی 1088ھ) فرماتے ہیں: "شرائط صحتها في الموهوب ان يكون مقبوضا غير مشاع مميزا غير مشغول" ترجمہ: ہبہ کے صحیح ہونے کے لیے موہوب میں یہ شرط ہے کہ موہوب پر قبضہ کر لیا گیا ہو، موہوب مشاع (مخلوط ملکیت) نہ ہو، ممیز وجدا ہو (موہوب لہ کے علاوہ کسی کی ملک میں) مشغول نہ ہو۔

(درمختار، کتاب الهبة، ج8، ص569، مطبوعه کوئٹه)

ہبہ کے طریقے کے متعلق اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "تمامی ہبہ کے لیے واہب کا موہوب لہ کو شے موہوب پر قبضہ کاملہ دلانا شرط ہے۔ قبضہ کاملہ کے یہ معنی کہ وہ جائداد یا تو وقت ہبہ ہی مشاع نہ ہو (یعنی کسی اور شخص کی ملک سے مخلوط نہ ہو۔۔) اور واہب اس تمام کو موہوب لہ کے قبضہ میں دے دے یا مشاع ہو، تو اس قابل نہ ہو کہ اسے دوسرے کی ملک سے جدا ممتاز کر لیں، تو قابلِ انتفاع رہے۔ جیسے ایک چھوٹی سی دکان دو شخصوں میں مشترک کہ آدھی الگ کرتے ہیں، تو بیکار ہوئی جاتی ہے، ایسی چیز کا بلا تقسیم قبضہ دلا دینا بھی کافی

وکامل سمجھا جاتا ہے یا مشاع قابل تقسیم بھی ہو، تو واہب اپنی زندگی میں جدا و منقسم کرکے قبضہ دے دے کہ اب مشاع نہ رہی۔ یہ تینوں صورتیں قبضہ کاملہ کی ہیں۔"

(فتاوی رضویہ ج 19، ص 219، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(5) اگر کسی بہن نے کچھ مال اپنے سگے بھائی کو ہبہ کر دیا، تو اسے واپس نہیں لے سکتی، کیونکہ قرابت رجوع سے مانع ہے، لیکن یہ اسی صورت میں ہے، جب شرعی تقاضوں کے مطابق ہبہ تام ہو چکا ہو۔

ہبہ سے رجوع کرنے کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے:"لا یرجع فی الھبة من المحارم بالقرابة کالاباء والامھات۔۔ وکذلک الاخوة والاخوات"ترجمہ: (ذی رحم) محارم والی قرابت جیسے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ میں سے کسی کو ہبہ کرنے کے بعد رجوع نہیں کیا جاسکتا۔

(فتاوی عالمگیری، کتاب الھبة، ج4، ص 387، مطبوعه کوئٹه)

والله اعلم عزوجل ورسوله اعلم صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم

کتبـــــــــــــــــــه

ابو الصالح محمد قاسم قادری

07محرم الحرام 1440ھ/18 ستمبر 2018ء